بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلسلہ ۱۴۰۲

علمِ حدیث ایک بیش بہا خزانہ

حیاتِ نبویؐ کا بولتا چالتا روزنامچہ اور عہدِ نبویؐ کا جیتا جاگتا مرقع

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی صاحب

حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے بعثت وتعلیم کے مقاصد ونتائج جہاں قرآن مجید میں بیان کیے گئے ہیں وہاں صراحۃً ان چار چیزوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ۱۔ تلاوت، ۲۔ تعلیم کتاب، ۳۔ تعلیم حکمت، ۴۔ اور تزکیہ نفوس۔

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۔ (الجمعہ رکوع ۱)

ترجمہ: "وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں ایک رسول انہیں میں سے مبعوث فرمایا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے

www.abulhasanalinadwi.org

اور انہیں پاک کرتا ہے اور کتاب و حکمت سکھاتا ہے
اور بلاشبہ وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے"

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۝ (البقرہ ع ۱۸)

(ترجمہ) "جیسا کہ ہم نے تم میں ایک رسول تم ہی میں سے بھیجا، جو تم پر ہماری آیتیں پڑھتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے اور تمہیں کتاب اور دانائی سکھاتا ہے،
اور تمہیں سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے"

درحقیقت بعثتِ نبوی ان چاروں شعبوں پر مشتمل تھی ۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح دنیا میں نیا آسمانی صحیفہ عطا کیا، اسی طرح نئے اخلاق، نئے جذبات و کیفیات، نیا یقین و ایمان نیا ذوق و شوق، نئی بلند نظری، نیا جذبۂ ایثار، نیا شوقِ آخرت، نیا جذبۂ زہد و قناعت، دنیا کی متاعِ حقیر اور دولتِ فانی کی تحقیر، نئی محبت و الفت، حسنِ سلوک و ہمدردی، بر و مواسات، مکارمِ اخلاق، اسی طرح نیا ذوقِ عبادت، خوف و خشیت، توبہ و انابت، دعا و تضرع کی دولت عطا فرمائی۔

اور انہی خصوصیات کی بنیاد پر وہ نیا اسلامی معاشرہ اور دینی

www.abulhasanalinadwi.org

ماحول قائم ہوا جس کو عہدِ رسالت اور عہدِ صحابہ کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ صحابہ کرامؓ ان مقاصد و نتائجِ بعثت کے کامل ترین نمائندہ اور بہترین نمونہ تھے اگر ان شعبہ ہائے نبوت کو عام زندگی میں جلوہ گر دیکھنا ہو تو صحابہ کرام کی جماعت کو دیکھ لیا جائے۔

یوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت و رسالت و تعلیم ان سعادتوں کا سرچشمہ تھی اور اسی سے پوری زندگی اور قرنِ اول کا اسلامی معاشرہ وجود میں آیا۔ لیکن اگر اس کے طریقِ عمل کی تفصیل اور اس کے ذرائع و وسائل کی تحلیل کی جائے تو معلوم ہوگا کہ اس محیر العقول انقلاب کا ذریعہ اور اس نئے معاشرے اور نئی امت کی تشکیل کے عناصر و ارکان یہ تین چیزیں تھیں۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی، آپ کی زندگی اور سیرت و اخلاق۔

(۲) قرآنِ مجید۔

(۳) آپ کے ارشادات و ہدایات، مواعظ و نصائح اور تعلیم و تلقین

اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ بعثتِ نبوی کے مقاصد اور نتائج کے کامل ظہور میں اور جدید امت کی تعمیر و تشکیل میں ان تینوں عناصر و ارکان کا دخل ہے۔ اور واقعہ یہی ہے کہ ان تینوں کے بغیر ایک مکمل معاشرہ، مکمل زندگی اور ایک ایسی ہیئتِ اجتماعی جس میں عقائد

www.abulhasanalinadwi.org

واعمال، اخلاق، جذبات، اذواق، رجحانات، تعلقات سب ہی
ہوں وجود میں نہیں آسکتی۔ زندگی کے لیئے زندگی شرط ہے۔ یہاں
دیتے سے دیا جلتا ہے صحابہ کرام اور ان کے صحیح جانشینوں کی زندگی
میں ہمیں عقائد واعمال کے ساتھ، جو خالص اسلامی اخلاق اور اس
کے سب سے اعلیٰ اذواق اور گہرے دینی جذبات اور دینی کیفیات
نظر آتی ہیں۔

یہ تنہا تلاوتِ کتاب کا نتیجہ نہیں بلکہ اُس کامل ترین موثر ترین
زندگی کا بھی اثر ہے جو شب و روز ان کے سامنے رہتی تھی۔ اس
سیرت واخلاق کا نتیجہ ہے کہ جو انکی آنکھوں کے سامنے تھی۔ اور ان
مجالس اور صحبتوں کا بھی فیض ہے اور ان ارشادات ونصائح
وتلقین کا بھی جس سے وہ حیاتِ طیبہ میں برابر مستفید ہوتے
رہتے تھے۔

اس کے مجموعہ سے اسلام کا وہ مزاجِ خاص وجود میں آیا جس
میں صرف قواعد وضوابط اور ان کی قانونی پابندی نہ تھی بلکہ ان پر عمل کرنے
کے محرکات وترغیبات اور عمل کی صحیح کیفیات اور روح بھی تھی۔ حدود
کی پابندی اور حقوق کی ادائیگی کے ساتھ لطیف احساسات اور مکارمِ
اخلاق کے دقائق بھی تھے۔

انہوں نے قرآن مجید سے اقامتِ صلوٰۃ کا حکم بھی پایا تھا اور

www.abulhasanalinadwi.org

اَلَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِھِمْ خَاشِعُوْنَ ہ کی تعریف بھی سُنی تھی مگر انھوں نے اس کی صحیح کیفیت معلوم کی جب آپؐ کے ساتھ نمازیں پڑھیں اور آپ کے رکوع و سجود کی کیفیت دیکھی جس کو انھوں نے نَسْمَعُ لَہٗ اَزِیْزًا کَاَزِیْزِ الْمِرْجَلِ (ہم آپ کے سینے کی آواز اس طرح سنتے تھے جیسے ہانڈی میں اُبال آتا ہے) کے لفظوں سے تعبیر کیا ہے۔ انھوں نے قرآن مجید سے سمجھا تھا کہ نماز مومن کا ایک محبوب فعل ہے۔

لیکن جب تک انھوں نے زبانِ نبوی سے قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ (میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے) اور بے قراری اور انتہائے شوق و اضطراب کے ساتھ ارحنی یا بلال (بلال! اذان دے کر مجھے آرام پہنچاؤ) نہیں سُنا۔ ان کو نماز کے ساتھ اس عشق و شغف کا اندازہ نہیں ہوا۔

اسی طرح جب تک انھوں نے خاصانِ امت کے سلسلہ میں ...
وَقَلْبُہٗ مُعَلَّقٌ فِی الْمَسْجِدِ حَتّٰی یَعُوْدَ اِلَیْہِ (ان کا دل مسجد میں اٹکا رہتا ہے مسجد سے نکل کر جب تک دوبارہ مسجد میں نہیں آتے ان کو چین نہیں آتا) کے الفاظ نہیں سنے ان کو مسجد اور قلب مومن کا باہمی تعلق معلوم نہیں ہوسکا۔ انھوں نے قرآن مجید میں بار بار دُعا کی ترغیب دیکھی تھی دعا نہ کرنے والوں پر عتاب بھی سُنا تھا اور تضرع و ابتہال گریہ و زاری اور الحاح و اصرار کے الفاظ و مفہوم سے بھی وہ آشنا تھے۔ لیکن

www.abulhasanalinadwi.org

اس حقیقت کو انہوں نے اس وقت جانا جب انہوں نے میدانِ بدر میں آپ کو خاک پر سر رکھے یہ الفاظ کہتے سنا کہ :

اَللّٰهُمَّ اَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ اَللّٰهُمَّ اِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ ؎

" اے اللہ میں تجھے تیرے عہد اور وعدہ کا واسطہ دیتا ہوں۔ اے اللہ! اگر تو چاہے اس مٹھی بھر جماعت کو ہلاک کرنا تو تیری عبادت نہ ہو "

اور بیقراری کی وہ کیفیت دیکھی جو حضرت ابوبکرؓ سے نہ دیکھی جا سکی یہاں تک کہ انہوں نے عرض کیا : حَسْبُكَ یارسول اللہ کافی ہے ان کو معلوم تھا کہ دعا کی روح ، بندگی اور اپنی عجز و درماندگی کا اظہار ہے اور جس دعا میں یہ جوہر جس قدر زیادہ ہو اسی قدر وہ دعا قیمتی ہے لیکن بندگی اور عجز و درماندگی کا اظہار ہے اس کی حقیقت جب انکو معلوم ہوئی جب انہوں نے عرفات میں آپ کو یہ کہتے سنا :

اللّٰھم انّك تسمع كلامي و ترٰی مكاني وتعلم سرّي و علانيتي لا يخفٰی عليك شيءٌ من امري وانا البائس الفقير المستغيث المستجير الوجل المشفق المقرّ المعترف بذنبي

؎ بخاری جلد ثانی ، کتاب المغازی ۔

www.abulhasanalinadwi.org

اسئلك مسألة المسكين وابتهل اليك ابتهال المذنب الذليل وادعوك دعاء الخائف الضرير ودعاء من خضعت لك رقبته وفاضت لك عبرته وذل لك جسمه ورغم لك انفه۔ اللّٰھم لا تجعلنی بدعائك شقيًا وكن لی رؤفا رحيما يا خير المسئولين ويا خير المعطين " ؎

ترجمہ " اے اللہ! تو میری بات کو سنتا ہے اور میری جگہ کو دیکھتا ہے۔ اور میرے پوشیدہ اور ظاہر کو جانتا ہے تجھ سے میری کوئی بات چھپی نہیں رہ سکتی۔ میں مصیبت زدہ ہوں، محتاج ہوں، فریادی ہوں، پناہ جو ہوں، پریشان ہوں، ہراساں ہوں، اپنے گناہوں کا اقرار کرنے والا ہوں اعتراف کرنے والا ہوں، تیرے آگے سوال کرتا ہوں جیسے بے کس سوال کرتے ہیں تیرے آگے گڑگڑاتا ہوں جیسے گناہ گار ذلیل وخوار گڑگڑاتا ہے اور تجھ سے طلب کرتا ہوں جیسے خوف زدہ آفت رسیدہ طلب کرتا ہے اور جیسے وہ شخص طلب کرتا ہے جس کی گردن

؎ کنز العمال عن ابن عباس رضؓ ۔

www.abulhasanalinadwi.org

تیرے سامنے جھکی ہو اور اس کے آنسو بہہ رہے ہوں اور تن بدن سے وہ تیرے آگے فروتنی کئے ہوئے ہو اور اپنی ناک تیرے سامنے رگڑ رہا ہو۔ اے اللہ! تو مجھے اپنے سے دعا مانگنے میں ناکام نہ رکھ اور میرے حق میں بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہو جا۔ اے سب مانگے جانے والوں سے بہتر، اور اے سب دینے والوں سے اچھے"

انہوں نے قرآن مجید میں دنیا کی بے حقیقی اور آخرت کی پائیداری کا ذکر پڑھا تھا اور:

مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۝

(ترجمہ) " دنیا کی زندگی محض کھیل تماشا ہے اور آخرت کا گھر ہی اصل زندگی ہے "

کے الفاظ ان کو یاد تھے، مگر اس کی حقیقت اور عملی تفسیر ان کو آپ کی زندگی سے ہی معلوم ہوئی اور آپ کے طرزِ زندگی اور گھر کے نقشہ کو دیکھ کر ہی سمجھے کہ آخرت کو اصل زندگی سمجھنے کا کیا مطلب ہوتا ہے۔ اور آخرت کو اصل زندگی سمجھنے والوں اور اللّٰهم لاعيش الا عيش الآخرة پر ایمان رکھنے والوں کی خانگی زندگی اور معیشت

www.abulhasanalinadwi.org

کیا ہوتی ہے۔[1]

اس عملی نقشہ اور اجمالی ترغیب کے ساتھ جب ان کے سامنے ارشاداتِ نبوی میں جہنم کے شدائد، مصائب اور جنت کے انعامات ولذائذ کی تفصیل اور تصویر آتی تو ان کے اندر خوف اور شوق کی ملی جلی کیفیت پیدا ہوتی اور ان دونوں کا نقشہ ان کی آنکھوں کے سامنے ہر وقت کھنچا رہتا۔

اسی طرح وہ رحمت، تواضع، خلق، رفق جیسے اخلاق وتعلیمات کے مفہوم سے ناآشنا تھے، صاحبِ زبان بھی تھے اور قرآن مجید میں صاحبِ نظر بھی تھے لیکن ان الفاظ کی وسعت، عملی زندگی میں انکی تطبیق نیز صحیح عمل ان کو صرف اس وقت معلوم ہوا جب انھوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کمزوروں، عورتوں، بچوں، یتیموں، غریبوں، بوڑھوں اور اپنے عام رفقاء واصحاب واہلِ خانہ اور خدام کے ساتھ برتاؤ دیکھا۔ اور آپ صلے اللہ علیہ وسلم کی اس بارے میں ہدایات، وصیتیں اور ارشادات سُنے۔

ان کو عامۃ المسلمین کے حقوق ادا کرنے کی اجمالی ہدایات قرآن سے مل چکی تھیں، مگر اس کی بہت سی صورتیں مثلاً عیادتِ مریض، اتباعِ جنازہ، تشمیتِ عاطس وغیرہ وغیرہ ایسی تھیں جو شاید لاکھوں انسانوں کے

---

[1] ملاحظہ ہو معارف الحدیث جلد دوم حصہ کتاب الرقاق زیرِ عنوان رسول اللہ کی فقر پسندی

www.abulhasanalinadwi.org

ذہن میں خود نہ آتیں اور اگر آتیں تو ان کی اہمیت و افادیت ان کو معلوم نہ ہوتی۔

اسی طرح والدین و اہل حقوق کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم قرآن مجید میں پورے شد و مد کے ساتھ ہے مگر کتنے معلمین اخلاق ہیں جن کا ذہن والدین کے ساتھ حسن سلوک و ادائے حقوق کے اس رفیع و بدیع مقام پر پہنچتا جس کا اظہار حدیث نبوی میں اس طرح کیا گیا ہے؛

(ترجمہ) لڑکے کا باپ کے ساتھ حسن سلوک و وفاداری کا بہترین درجہ یہ ہے کہ اپنے والد کے انتقال کے بعد ان کے دوستوں اور اہل محبت کے ساتھ اچھا سلوک کرے"

اور کتنے ذہن ہیں جو وفاداری اور شرافت کے اس بلند مقام تک پہنچ سکتے جس کا اظہار اس روایت سے ہوتا ہے؛

وربما ذبح الشاة ثم یقطعها اعضاء ثم یبعثها فی صدائق خدیجہ"

"اور بکثرت ایسا ہوتا کہ آپ کے یہاں بکری ذبح ہوتی تو آپ اس کے پارچے الگ الگ کراتے پھر وہ ٹکڑے اپنی مرحومہ بیوی خدیجہ سے میل محبت رکھنے والیوں کے یہاں بھیجتے"

www.abulhasanalinadwi.org

حدیث کے شعبۂ معاشرت کی یہ دو تین مثالیں ہیں جن سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ حدیث زندگی کے مختلف شعبوں میں کیسی رہنمائی کرتی ہے اور کیسا نیا علم عطا کرتی ہے اور وہ انسانیت کے لیئے کیسا بیش بہا خزانہ ہے۔

دوسری طرف مذاہب و ادیان کی تاریخ کا یہ طویل و مسلسل تجربہ ہے کہ محض ایک اجمالی اور قانونی حکم اور ضابطہ کسی عمل کو اپنی صحیح روح اور کیفیات کے ساتھ وجود میں لانے کیلئے کافی نہیں ہوتا اور وہ فضا پیدا نہیں کرتا جو اس عمل کو موثر اور منتج بنانے کے لیئے درکار ہے۔

مثال کے طور پر اقامتِ صلوٰۃ کا اجمالی حکم وہ ذہنیت ماحول اور فضا پیدا نہیں کرتا، جو نماز کی روح و جسم کی حفاظت اس کی پابندی اور اس کے صحیح روحانی، ذہنی، قلبی اجتماعی اور اخلاقی نتائج و اثرات کے بروئے کار آنے کیلئے معاون و مددگار ہے اس کیلئے ان مبادی و مقدمات، آداب و ہدایات کی ضرورت ہے جو اس عمل کو مہتم بالشان، وقیع و موثر بنائیں اسی بنا پر نماز کے لیئے خود قرآن مجید میں وضو، طہارت، شعور، تعقل، خشوع و خضوع سکوت و قنوت اور جماعت کا حکم دیا گیا ہے۔

لیکن اہلِ نظر سے مخفی نہیں کہ اس میں ضروری و قابلِ عمل حد تک

www.abulhasanalinadwi.org

جس قدر آداب وفضائل اور خارجی انتظامات کا اضافہ ہوگا وہ فضا اور ماحول تیار ہوگا جس میں نماز اپنے پورے ثمرات اور روحانی واجتماعی واخلاقی اثرات ظاہر کرے گی اور حدیث وسیرت کا مطالعہ کرنے والے اور ان پر نظر رکھنے والے جانتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عمل اور آپ کے ارشادات وہدایات نے اس میں وہ معقول اضافہ کیا ہے جس سے نماز تزکیۂ نفس، تربیتِ اخلاق، تعمیرِ سیرت وانقطاع عن الخلق نیز امت کے تعلیم وتربیت اور نظم ووحدت کا موثر ترین ذریعہ بن گئی ہے مثلاً:

وضو کی نیت وفضیلت اور اس کا استحضار، مساجد کیطرف جانے اور اس کے راستے میں پڑنے والے قدموں کی فضیلت، راستہ کی دعا، مسجد میں داخل ہونے کا ادب اور ذکر، تحیۃ المسجد یا سُننِ راتبہ، نماز کے انتظار کی فضیلت اور بیٹھنے کا ادب، جماعت کا ثواب، اذان واقامت کا ثواب، امامت کی فضیلت ومنصب اور اس کے احکام، امام کے اتباع کی تاکید، صفوں کی ترتیب اور صفوں میں کھڑے ہونے والے آدمیوں کی ترتیب، مساجد میں تعلیم وتعلّم کے حلقوں کی فضیلت ذکر کے حلقوں کی فضیلت، مسجد سے نکلنے کی دعا اور اس کا ذکر وغیرہ وغیرہ۔

www.abulhasanalinadwi.org

ظاہر ہے کہ ان فضائل نیز ان آداب و ہدایات کے علم و عمل سے نماز کتنی مہتم بالشان چیز اور تزکیہ و اصلاح، تعلیم و تربیت اور انابت و توجہ الی اللہ کا کیسا موثر ذریعہ بن جاتی ہے۔ پھر اس کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نمازوں کی کیفیت، نوافل کے ذوق، قرآن مجید پڑھنے میں رقت و محویت کے واقعات کا، جو احادیث میں اہتمام کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں اضافہ کیجئے۔

اس مجموعہ سے امت کی نماز کس مقام تک پہنچ جاتی ہے اور اس کے لئے کیسا ذہنی اور روحانی ماحول تیار ہوتا ہے، صوم وصلوٰۃ و حج کو بھی اسی پر قیاس کرنا چاہیئے اور حدیث سے انکے آداب و فضائل، معمولاتِ نبوی، اور واقعاتِ زندگی کو جمع کر کے غور کرنا چاہیئے کہ اگر ان عبادات کو ان آداب و فضائل اور واقعات سے مجرد و منقطع کر لیا جائے اور اس ماحول سے جدا کر لیا جائے جو حدیث ان کیلئے مہیا کرتی ہے اور جو اب حدیث کی بنا پر ان کے ساتھ لازم ہو گیا ہے تو ان کی تاثیر کہاں باقی رہتی ہے اور ان میں جذبات کو ابھارنے، ذوق و شوق کو پیدا کرنے، استقامت عطا کرنے اور قلب و دماغ کو غذا اور جلا عطا کرنے اور ایک ایسے نئے معاشرے کی تعمیر کی جس کے اندر عبادت، تقوی و انابت کی روح سرایت کئے ہوئے ہو کہاں تک صلاحیت باقی رہ جاتی ہے۔؟

www.abulhasanalinadwi.org

درحقیقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم کی حیاتِ طیبہ، اور ارشادات و ہدایات (جن کے مجموعہ کا معروف نام حدیث و سنت ہے) دین کیلئے وہ فضا اور ماحول مہیا کرتے ہیں جس میں دین کا پودا سرسبز و بارآور ہوتا ہے۔

دین کسی خشک اخلاقی ضابطہ، یا قانونی مجموعہ کا نام نہیں وہ جذبات، واقعات اور عملی مثالوں کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ ان جذبات و واقعات اور عملی مثالوں کا سب سے بہتر اور مستند مجموعہ وہ ہے جو خود پیغمبر علیہ السلام کی ذات سے متعلق اور ان کے حالاتِ زندگی سے ماخوذ ہو۔ یہودی اور عیسائی نیز ایشیا کے دوسرے مذاہب اس لیئے بہت جلد مفلوج ہو کر رہ گئے کہ ان کے پاس اپنے پیغمبروں کی زندگی کے مستند واقعات اور ایمان آفریں کلام کا مجموعہ نہیں تھا۔

اور ان مذاہب کو وہ ذہنی ماحول اور فضا میسّر نہیں تھی، جس میں پیروانِ مذاہب، دینی نشو و نما اور ترقّی حاصل کرتے، اور مادّیت و الحاد کے حملوں سے محفوظ رہتے۔ انہوں نے بالآخر اس کی ضرورت کو تسلیم کر کے اس خلا کو پیروانِ مذاہب، "پیروانِ طریقت" کے واقعات و ملفوظات سے پُر کیا مگر اس خانہ پُری نے رفتہ رفتہ مذاہب کو بدعات و رسوم اور نئی نئی تفسیروں

www.abulhasanalinadwi.org

کا ایسا مجموعہ بنا دیا جس میں اصل مذہب کی تعلیم گم ہو کر رہ گئی۔ ان مذاہب اقوام کی اپنے پیغمبروں کی سیرت اور مستند واقعات زندگی کے بارے میں بے بضاعتی و تہی دامنی اب ایک مسلّمہ حقیقت بن گئی ہے اور اس پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔[1]

اسلام کے آخری اور دائمی مذہب ہونے کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ یہ حادثہ اس کو پیش نہیں آیا۔ جس ذہنی اور روحانی ماحول میں اور جن ذہنی کیفیات کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے زندگی گذاری ہے حدیث کے ذریعہ اس پورے ماحول کو قیامت تک کیلئے محفوظ کر دیا گیا۔ بعد کی نسلوں اور صدیوں کے ایک آدمی کے لیے بالکل ممکن ہے کہ حدیث کے ذریعہ وہ اپنے ماحول سے اپنا رشتہ منقطع کر کے دفعۃً اس ماحول میں پہنچ جائے جہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس موجود ہیں۔ جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مصروفِ تکلم اور صحابہ کرام گوش بر آواز ہیں جہاں اس کا بھی اندازہ ہو سکتا ہے کہ ایمان کسطرح کے اعمال و اخلاق اور یقینِ آخرت کی کسطرح کی زندگی پیدا کرتا ہے۔

یہ ایک دریچہ ہے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خانگی زندگی، آپ کے گھر کا نقشہ، آپ کے رات کے معمولات، آپ کے گھر والوں کی معاشرت اپنی آنکھوں سے دیکھی جا سکتی ہے آپ کے

[1] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو "خطبات مدارس"۔

www.abulhasanalinadwi.org

رکوع و سجود کی کیفیت آنکھوں سے اور آپ کی دعا و مناجات کا زمزمہ کانوں سے سُنا جا سکتا ہے۔ پھر جو آنکھیں آپ کی آنکھوں کو اشک بار اور قدم مبارک کو متورّم دیکھیں اور جو کان پوچھنے اور سوال کرنے پر یہ آواز سنیں کہ ؛

اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا

" کیا میں خدا کا شکر گزار بندہ نہ بنوں "

وہ غفلت کا کس طرح شکار ہو سکتے ہیں؟ جن کی آنکھوں نے کاشانۂ نبوّت میں دو دو مہینے چولھا گرم ہوتے نہیں دیکھا، جنہوں نے شکمِ نبوّت پر پتھر بندھا ہوا اور پشتِ مبارک پر نشانات پڑے ہوئے دیکھے۔ جس نے سونے کی بیقراری کے ساتھ صدقہ کا بچا ہوا سونا راہِ خدا میں خرچ ہوتے دیکھا، جس نے مرضِ وفات میں چراغ کا تیل پڑوسی کے گھر سے قرض آتے دیکھا اس پر دنیا کی حقیقت کیسے چھُپ سکتی ہے؟ اور زہد کا جذبہ اس کے اندر کیسے نہیں ابھر سکتا۔؟

جس نے آپ کو اپنے گھر والوں کی خدمت اپنے بچوں کے ساتھ محبّت، اپنے خادموں کے ساتھ رعایت اور اپنے رفقاء کے ساتھ عنایت اور اپنے دشمنوں کے ساتھ تحمّل فرماتے ہوئے دیکھا وہ مکارمِ اخلاق اور انسانیّت کا درس اس دَر کو چھوڑ کر اور

www.abulhasanalinadwi.org

کہاں سے لینے جائے گا۔؟

پھر اس ماحول میں کاشانۂ نبوت ہی کا دروازہ نہیں کھلا ہوا جس سے دیکھنے والوں کو یہ سب نظر آتا ہے بلکہ صحابۂ کرام کے گھروں کے دروازے بھی کھلے ہوئے ہیں۔ اور ان کے گھروں کی زندگی و معاشرت انکے دلوں کی تپش ان کے شبوں کا گداز، ان کے بازاروں کی مصروفیات اور مسجدوں کی فراغت، انکی بے نفسی وللہیت اور ان پر نفس انسانی کے حملے ان کا انقیادِ کامل اور ان کی بشری لغزشیں سب پر عیاں ہیں یہاں ابوطلحہ انصاری کے ایثار کا واقعہ بھی آنکھوں کے سامنے گذرتا ہے اور حضرت کعب بن مالکؓ کے غزوۂ تبوک سے پچھڑ جانے کا قصہ بھی پیش آتا ہے غرض یہ ایک ایسا طبعی و قدرتی ماحول ہے جس میں زندگی اپنے پورے تنوعات و حقائق اور انسانی فطرت اپنے تمام خصائص کے ساتھ موجود ہے اور حدیث نے اس کا پورا عکس لے کر قیامت تک کیلئے دورِ نبوی کو محفوظ کر لیا ہے۔

قرآن مجید کے ساتھ عہدِ نبوی کی اس تصویر کا باقی رہنا اسلام کا اعجاز اور اس کا ایسا امتیاز ہے جس میں کوئی مذہب اور کوئی امت اس کی شریک و سہیم نہیں۔ ایک ایسا مذہب جس کو قیامت تک باقی رہنا اور تمام آنے والی نسلوں کو عملی نمونہ اور عمل کے جذبات و محرکات اور قلب و دماغ کی غذا فراہم کرنا ہے ماحول کے بغیر نہیں رہ سکتا، یہ ماحول حدیث

www.abulhasanalinadwi.org

کے ذریعہ محفوظ ہے۔

تدوینِ حدیث کی تاریخ پڑھ کر صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک اتفاقی امر اور دورِ متاخر کی کوئی جدت نہیں ہے۔ صحابہ کرامؓ کا عہدِ نبوی ہی میں کتابتِ حدیث کیطرف متوجہ ہونا اور بہت بڑی تعداد میں احادیث کا محفوظ کر لینا پھر انہی کے آخر دور میں تابعین کا تدوین وترتیب کی طرف توجہ کرنا، پھر ایران وخراسان وترکستان کے طالبینِ علم کے سمندر کا امنڈ آنا، اس کا جمع وحفظ، حدیث سے عشق وشغف ان کا غیر معمولی حافظہ ان کا عزم وعالی ہمتی، پھر اسماء الرجال اور فنِ روایت مجتہدین کا پیدا ہونا جن کو انکا ملکۂ راسخہ اور بصیرتِ کاملہ حاصل تھی پھر ان کا انہماک اور خود فراموشی پھر امت کی حدیث کیطرف توجہ اور اسکی عالمِ اسلام میں مقبولیت واشاعت +

یہ سب واقعات اس بات کا ثبوت ہیں کہ جمعِ قرآن کیطرح اللہ تعالیٰ کو اس "صحیفۂ زندگی" کو بھی محفوظ کرنا مقصود تھا۔ اس کی بدولت حیاتِ طیبہ کا امتداد وتسلسل باقی رہا اور امت کو اپنے ہر دور میں وہ روحانی ذوقی، علمی وایمانی میراث ملتی رہی جو صحابہ کرام کو براہِ راست حاصل ہوئی تھی۔ اس طرح صرف عقائد واحکام ہی میں توارث کا ایک سلسلہ جاری رہا۔ حدیث کے اثر سے عہدِ صحابہ کا مزاج ومذاق ایک نسل سے دوسری نسل اور ایک طبقہ سے دوسرے طبقہ تک منتقل ہوتا رہا اور امت کی طرح طول

www.abulhasanalinadwi.org

تاریخ میں کوئی مختصر سے مختصر عہد بھی ایسا نہیں آنے پایا جب وہ مزاج و مذاق یکسر ناپید اور معدوم ہوگیا ہو۔ ہر دور میں ایسے افراد رہے جو صحابہ کرام کے مزاج و مذاق کے حامل کہے جا سکتے ہیں وہی عبادت کا ذوق وہی تقویٰ و خشیت وہی استقامت وعزیمت وہی تواضع واحتساب وہی شوقِ آخرت وہی دنیا سے بے رغبتی، وہی جذبہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر، وہی بدعات سے نفرت اور جذبۂ اتباعِ سنّت جو حدیث کے مطالعہ و شغف کا نتیجہ ہے یا ان لوگوں کی صحبت و تربیّت کا فیض ہے جنہوں نے اس مشکوٰۃِ نبوّت سے روشنی حاصل کی اور اس میراثِ نبوی سے حصّہ پایا۔ امّت کا یہ ذہنی ومزاجی توارث قرنِ اوّل سے اس چودھویں صدی ہجری کے عہدِ اختلاط و مادیّت تک برابر قائم ہے۔

سفیان ثوری، عبداللہ بن مبارک اور امام احمد بن حنبل سے لے کر مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی مولانا رشید احمد گنگوہی اور مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ تک کی زندگی اور سیرت و اخلاق میں ان کا پرتو صاف نظر آتا ہے۔

جب تک حدیث کا یہ ذخیرہ باقی، اس سے استفادہ کا سلسلہ جاری اور اس کے ذریعہ عہدِ صحابہ کا ماحول محفوظ ہے دین کا یہ صحیح مزاج و مذاق جس میں آخرت کا خیال دنیا پر، سنّت کا اثر رسم و رواج پر، روحانیّت کا اثر مادیّت پر غالب ہے باقی رہے گا اور کبھی اس امّت

www.abulhasanalinadwi.org

کو دنیا پرستی، سرتاپا مادیت، انکارِ آخرت اور بدعات و تحریفات کا پورے طور پر شکار نہیں ہونے دیگا بلکہ اس کے اثر سے ہمیشہ اس امت میں اصلاحی و تجدیدی تحریکیں اور دعوتیں اٹھتی رہیں گی اور کوئی نہ کوئی جماعت حق کی علمبردار اور سنت و شریعت کے فروغ کے لیے کفن بر دوش رہے گی جو لوگ امت کو زندگی، ہدایت اور قوت کے اس سرچشمہ سے محروم کرنا چاہتے ہیں اور اس میں اس ذخیرہ کیطرف سے بے اعتمادی اور شک وارتیاب پیدا کرنا چاہتے ہیں وہ نہیں جانتے کہ وہ امت کو کیا نقصان پہنچا رہے ہیں اور اس کو کس عظیم سرمایہ اور کتنی بڑی دولت سے محروم کرنے کی سازش کا شکار ہیں ۔

اگر وہ سوچ سمجھ کر ایسا کر رہے ہیں تو ان سے بڑھ کر اس امت اور اس دین کا دشمن کوئی نہیں ہو سکتا اس لیے کہ پھر اس مزاج و مذاق کو دوبارہ پیدا کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں جو صحابہ کرام کا امتیاز تھا، اور جو یا تو کامل طور پر براہِ راست صحبتِ نبوی سے پیدا ہو سکتا ہے یا بالواسطہ حدیث کے ذریعہ جو اس عہد کا جیتا جاگتا مرقع اور حیاتِ نبوی کا بولتا چالتا روزنامچہ ہے اور جس میں عہدِ نبوی کی کیفیات لبی ہوتی ہیں ۔

شکریہ: ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک راگست ۱۹۹۰ء

القادر پرنٹنگ پریس فون: ۷۷۲۳۷۴۸

www.abulhasanalinadwi.org